وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا
مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى
إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ
مُّقْتَرِفُوْنَ ○

اور خواہ ہم ان پر فرشتوں ہی کو اتار دیتے اور (خواہ) ان سے مردے ہی باتیں کرنے لگتے
اور (خواہ) ہم ہر چیز کو ان کے پاس ان کے (آنکھوں کے) سامنے ہی لاکر موجود کر دیتے جب بھی یہ
لوگ ایمان لانے کے نہ تھے۔ ہاں اگر اللہ ہی چاہے لیکن ان میں سے زیادہ تر تو جہالت
ہی سے کام لیتے ہیں * اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان، انسان اور جنات (دونوں)
ہی پیدا کر دیئے تھے جو ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے
دھوکہ کے لئے اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے سو آپ انھیں اور جو کچھ یہ
افترا کر رہے ہیں اسی کو چھوڑے رکھیئے * اور تاکہ اس (فریب آمیز بات) کی طرف
ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور تاکہ اس کو یہ پسند کرنے
الانعام پ ۸
لگیں اور تاکہ یہ مرتکب ہونے لگیں اس کے جس کے مرتکب ہو رہے ہیں (۶/۱۱۱ تا ۱۱۳ * ت م)

۱۱۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم ان کے اس سوال کو جو وہ قسمیں کھا کھا کر کرتے ہیں کہ "اگر ہم نے معجزے دیکھ لئے
تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے" قبول بھی کر لیں اور فرشتوں کو بھیج دیں * اگر مردے بھی قبروں سے نکل
نکل کر یہ کہہ دیں کہ جو کچھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں وہ سب کچھ صحیح اور حق ہے بلکہ مردے
تو کیا اگر کائنات کی ہر چیز ان کے سامنے آ کھڑی ہو اور اس بات کی گواہی دیدے تب بھی یہ
لوگ اللہ کی مشیت کے بغیر ایمان نہیں لانے کے کیونکہ ہدایت (دینا نہ دینا) اللہ کے ہاتھ میں ہے (ابن کثیر)
۱۱۲۔ قتادہ، مجاہد اور حسن نے فرمایا انسانوں میں سے کچھ شیطان ہوتے ہیں۔ جو چیز بھی حد سے تجاوز کرنے والی
سرکش ہو وہ شیطان ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ہم کو کتوں
کو قتل کا حکم دیا تھا پھر ممانعت فرما دی اور فرمایا کالے بھجنگ کتے کو جو دو نقطوں والا ہو قتل
کر دیا کرو وہ بلاشبہ شیطان ہوتا ہے (مسلم)۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب مومن کو اغوا کرنے
سے شیطان عاجز ہو جاتا ہے تو پھر کسی شیطان آدمی یعنی سرکش انسان کے پاس جا کر مومن کو بہکانے
پر اکساتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے فرمایا کیا شیاطین جن و انس کے شر سے تو نے اللہ کی پناہ مانگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں فرمایا "ہاں" وہ شیاطین جن سے زیادہ شریر ہوتے ہیں جن میں سے بعض دوسرے بعض کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکے میں ڈال رکھیں۔ اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ آپ ہر اس افتراء بندی اور بہتان تراشی پر جو یہ کرتے ہیں اس کی طرف آپ التفات نہ کریں۔ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور ان کو سزا دے گا اور رسوا کرے گا۔ (تفسیر مظہری)

۱۱۳۔ باطل کے سربراہ باطل نظریات کو جس دلفریب اور پرکشش انداز میں پیش کرتے ہیں اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں قیامت پر ایمان نہیں وہ ان کے دام فریب میں پھنس جائیں اور وہ غلط راستہ جو انہوں نے اپنے لئے پسند کر لیا ہے اس پر دوڑتے چلے جائیں (ضیاء القرآن)

معلومات مزید: ● معجزات دیکھ کر ایمان لانے کی باتیں کہنے والے واقعتاً معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے سعادت ایمانی سے محروم ہی رہیں گے ان کی خواہش اور اصرار کے موافق اگر خالق کائنات آسمانوں سے فرشتوں کو اتارے اور ان کے سامنے مرے ہوئے لوگوں کو جلا بھی دے یعنی مردے قبروں سے اٹھ کر آپ کی رسالت کی حقانیت کے بارے میں کہیں اور کائنات کی جملہ حقیقتیں بھی ان کے روبرو کر دی جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ مشیت پروردگار نہ ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی مرضی، قدرت، اختیار اور کرم سے ایمان سے نوازتا ہے اور راہ ہدایت پر گامزن فرماتا ہے وہی علم و حکمت والا ہے سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے

● شر پسند، سرکش، باغی، متکبر اور منکرین جو بھی ہوں شیاطین ہوتے ہیں جنوں اور انسانوں دونوں سے ان کا تعلق ہوا کرتا ہے وہ قدیم سے انبیاء کی دشمنی اور مخالفت کرتے رہے ہیں۔ یہ نئی بات نہیں * حبیب علیہ السلام کی تسلی فرمائی گئی کہ ان مخالفین حق کی دشمنیوں اور ایذاؤں سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں * شیاطین دراصل انسانوں اور جنوں کو بہکانے کے لئے بعض بعضوں کو آپس میں خفیہ طور پر چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے یعنی سکھاتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو مبتلائے فریب کر سکیں * ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت کے تحت ہوتا ہے اگر رب دوجہاں چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے * اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی نصرت فرمائے گا جبکہ ان اشرار اور مخالفین کو ان کے کئے کا خمیازہ بھگتنا اور ذلیل و خوار ہونا پڑے گا وہ لوگ جو افتراء پردازی کرتے ہیں آپ ان کو چھوڑ دیجئے ان کی طرف التفات نہ فرمائیں۔ وہ اپنے اعمال بد کا نتیجہ دیکھیں گے اور سزا پائیں گے

● یہ آزمائش ہے تاکہ اہل حق اور اہل باطل یعنی مومنین اور منافقین و کفار کا فرق ظاہر ہو جائے جو حق پسند ہیں وہ ہرگز ان کی طرف توجہ نہ دیں گے اور جو ایمان سے خالی اور آخرت کے منکر ہیں وہی ایسی فریب آمیز باتوں پر مائل ہوں۔ اور اپنی حقیقت چھپا نہ سکیں۔ جو کفر و معصیت کا راستہ انہوں نے خود اپنا لیا ہے اسے پسند کریں اور اسی راہ ظلمت پر چلتے رہیں۔ (آپ ان کو چھوڑ دیجئے)

یُوحی: واحد مذکر غائب مضارع ایحاءٌ سے۔ وہ وسوسہ ڈالتا ہے ● ذَرْهُم: تو ان کو چھوڑ دے امر هُم ضمیر جمع مذکر غائب۔ (لغات القرآن)

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ
وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ
مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن
سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ
هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اترا ہے تو (اے سننے والے) تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو * اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا * اور (اے سننے والے) زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں * تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو ۔ (۶/۱۱۴ تا ۱۱۷ * ت: ک)

پ۸ الانعام

(آپ کہہ دیجیے)
۱۱۴ کیا تمہاری بات مان لوں اور اپنے تمہارے درمیان اللہ کے سوا کسی اور کو حکم بناؤں جو فیصلہ کرے کہ ہم میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے حالانکہ اللہ نے قرآن تمہارے پاس بھیج دیا ہے جو بجائے خود معجزہ ہے ۔ کتب سابقہ کے مطابق غیبی امور کی خبریں دے رہا ہے اور حق و باطل کو اس میں کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ اب کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا * آیت میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ قرآن کے اعجاز و تقریر کے بعد کسی معجزہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی * قرآن کو پڑھ کر ہی اہل کتاب کو یقین ہو جاتا تھا کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے ۔ اگرچہ بعض یہودی ہی قرآن کی حقانیت سے واقفیت رکھتے تھے مگر باقی لوگ بھی خود غور و خوض کر کے یا اپنے علماء سے دریافت کر کے قرآن کی حقانیت من اللہ کا علم حاصل کر سکتے تھے اسی لئے تمام اہل کتاب کو قرآن کی صداقت کا جاننے والا قرار دیا ۔ لہذا (اے سامع) اس بات میں شک نہ کر کہ یہ قرآن

([illegible])

۱۱۵ - تیرے رب کی باتیں پوری ہیں صداقت میں جو کچھ کہا گیا اور عدالت میں جو کچھ حکم دیا گیا وہ صادق ہیں خبروں میں اور عادل ہیں احکام میں جو خبریں اس نے بیان کر دی ہیں وہ بلا شبہ درست ہیں اور جو حکم فرمایا ہے وہ سراسر عدل ہے اور جس چیز سے روکا ہے وہ یکسر باطل ہے کیونکہ وہ جس چیز سے روکتا ہے وہ برائی والی ہوتی ہے * کوئی نہیں جو اس کے فرمان کو بدل سکے ۔ اس کے

حکم اُن پر دنیا ہی میں آ گیا اور آخرت میں بھی گیا۔ اس کا کوئی حکم ٹل نہیں سکتا اس کا تعاقب کوئی نہیں کر سکتا
وہ اپنے بندوں کی باتیں سنتا ہے اور ان کی حرکات و سکنات کو بخوبی جانتا ہے ہر عمل کرنے والے
کو اس کے برے بھلے عمل کا بدلہ ضرور ملے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۶ - باطل نظریات کے علمبردار خود ازلی یقین سے محروم ہیں ان کا سارا دارومدار قیاس و گمان پر ہے
ان کے پاس کوئی ٹھوس اور علمی دلیل نہیں اگر تم (اے سننے والے) ان کے بہکانے سے بہک گئے اور قرآن کی ان
یقینی براہین اور دلائل کو نظر انداز کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے (ضیاء القرآن)

۱۱۷ - یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک جائے گا اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ
کون ہدایت یافتہ رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا دل اللہ کے قبضہ میں ہے جب چاہے
پھیر دے اور جب چاہے گمراہ کر دے (ابن کثیر)

مفہومات مزید • کفار کہا کرتے تھے کہ کسی کو ثالث یا پنچ بنالیں تاکہ اس کا فیصلہ مانا جائے یہاں آیت
جلیلہ میں ان کی اس بات کا رد فرمایا گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ کہہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا
کس اور کو حکم کیوں بناؤں میں تو پابند حکم الٰہی ہوں جس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر اپنا کلام حق قرآن
نازل فرمایا جس میں خوب و ناخوب، نیکی و بدی اور حقائق سعادت و اطوار شقاوت کو واضح طریقہ سے
بیان فرما دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اہل کتاب سے معلوم کیا جا سکتا ہے جن کے سعادت آثار جانتے ہیں کہ
قرآن پاک کلام حق ہے کیوں کہ قرآن مجید کی حقانیت کے دلائل ان کی اپنی آسمانی کتابوں میں موجود ہیں
قرآن حکیم خود معجزہ عظمیٰ اور برہان عظیم ہے اس کے کلام الٰہی ہونے پر (اے سننے والے) ہرگز ہرگز شک و شبہ نہ کرنا

• یہاں کلمۃ سے مراد پورا کلام ہے۔ کلام حق تعالیٰ میں قطع و برید، کمی بیشی،
تغیر و تبدل، حذف و اضافہ کی کسی میں بھی نہ طاقت ہے نہ جرأت ہے نہ ہمت و مجال ہے نہ اختیار و منشا
انکار کرنے والوں کے شکوک و شبہات بھی اس کی صداقت و عدالت پر ذرہ برابر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ یہ
قادر مطلق کا کلام ہے جو صدق و عدل کے لحاظ سے منور و تابناک ہے جسے اللہ تعالیٰ سمیع و علیم نے نازل فرمایا ہے۔

(اے سامع!) • منکرین و کافروں کا کام ہی گمراہ کرتے رہنا ہے اگر ان کی بات سنی جائے تو راہ حق
سے بھٹکا دیں۔ وہ یقین سے محروم اور محض قیاس و گمان کے اسیر ہیں۔ اور محض خیالی گھوڑے دوڑاتے رہتے ہیں

• اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون صراط مستقیم پر ہے اور ہدایت
و راہ راست پر گامزن ہے اور کون بھٹکا ہوا گمراہ اور حق و صداقت کے انوار سے محروم ہے۔

• اَلْمُمْتَرِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور، اَلْمُمْتَرِیْ واحد، اِمْتِرَاءٌ مصدر باب افتعال۔ شک میں
پڑنے والے، تردد کرنے والے • کَلِمَۃُ : حکم یا ازلی تحریر یا قرآن یا ثواب و عذاب کا وعدہ • ظَنٌّ :
گمان، اٹکل، تخمینی بات، علم، یقین، شک، وہ اعتقاد راجح جس میں اس کے خلاف ظن بھی ہو، یہ کا لغوی احتمال ہو (لغات)

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا
تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا
مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ
رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ
لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝

تو کھاؤ اس میں سے لیا گیا ہے نام اللہ (کا) جس پر اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو * اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس جانور کو لیا گیا ہے اللہ کا نام جس پر حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان کر دیا ہے تمہارے لئے جو اس نے حرام کیا تم پر مگر وہ چیز کہ تم مجبور ہو جاؤ اس کی طرف اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو * اور ترک کر دو ظاہری گناہ کو اور چھپے ہوئے کو بے شک وہ لوگ جو کماتے ہیں گناہ (تو) جلدی ہی سزا دی جائے گی انہیں (اس گناہ کی) جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے * اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا نام اس پر اور اس کا کھانا نافرمانی ہے اور بے شک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دلوں میں (اعتراضات) تاکہ وہ تم سے جھگڑیں۔ اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم مشرک ہو جاؤ گے

پ ۸ الانعام

(۶/ ۱۱۸ تا ۱۲۱ * ت: ص)

۱۱۸۔ جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا (کھا سکتے ہو) نہ وہ جو اپنی موت مرا یا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے۔ حلت اللہ کے نام پر ذبح ہونے سے متعلق ہے یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا قتل (ذبح) کیا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا یعنی جو اپنی موت مرے اس کو حرام جانتے ہو (حاشیہ کنز الایمان)

۱۱۹۔ کوئی وجہ نہیں کہ جن حلال جانوروں کو شریعت کے حکم کے مطابق ذبح کیا جائے اس کو کھانے میں حرج سمجھا جائے بالخصوص اس وقت کہ حرام جانور کا بیان کھول کھول کر کر دیا گیا فَصَّلَ کی دوسری قراءت فُصِّلَ ہے وہ حرام جانور کھانے ممنوع ہیں سوائے مجبوری اور سخت بے بسی کے کہ اس وقت جو مل جائے اس کے کھا لینے کی اجازت ہے بغیر کافروں کی زیادتی بیان ہو رہی ہے کہ وہ مردار جانور کو اور ان

جانوروں کو جن پر اللہ کے سوا دوسروں کے نام لیے گئے ہوں حلال جانتے تھے یہ لوگ بلا علم صرف
خواہش پرستی کر کے دوسروں کو راہ حق سے ہٹا رہے ہیں ایسوں کی افترا پردازی، دروغ بافی اور
زیادتی کو اللہ خوب جانتا ہے (تفسیر ابن کثیر)

۱۲۰۔ تمام گناہ چھوڑ دو۔ ظاہری گناہ وہ ہیں جن کا تعلق بیرونی جسمانی اعضاء (کان، ناک، آنکھ، زبان،
ہاتھ، پاؤں وغیرہ) سے ہے اور اندرونی گناہ وہ ہیں جن کا تعلق محض دل اور اندرونی جذبات نفس سے ہے
کھلی اور اکثر مفسرین کے نزدیک اثم سے زنا مراد ہے یعنی ظاہری طور پر اور چھپ کر زنا کرنے سے بچو (تفسیر مظہری)

۱۲۱۔ خیال رکھو جس جانور پر اللہ کا نام دیدہ دانستہ چھوڑ دیا گیا ہو وہ تم ہرگز نہ کھاؤ خواہ اس طرح
نام چھوڑ دیا گیا ہو کہ وہ بغیر ذبح مر جائے یا اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کر دیا جائے خواہ اس طرح کہ
خدا کے نام کے ساتھ اور کسی کا نام ملا کر ذبح کیا جاوے خواہ اس طرح کہ دیدہ دانستہ خاموشی سے بغیر خدا کا
نام لیے ذبح کر دیا جائے بہرحال حرام ہے اس کو نہ کھاؤ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا فسق (گناہ و بدکاری) ہے
* شیطانوں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے دوست کافروں کے دلوں میں شبہات وارد کرتے ہیں تاکہ وہ تم میں
وہ شبہ ڈالیں اور تم سے جھگڑے کریں تم ان کے کہنے میں نہ آؤ اسلام پر قائم رہو اگر تم نے ان کی
بات مان لی اور احکام اسلامیہ کا انکار کر دیا تو تم بھی انہی کی طرح کافر و مشرک ہو جاؤ گے کہ اسلام کے
ایک عقیدے یا عمل کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے سارے احکام کا انکار (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: • حلال جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیے جائیں تو ان کے کھانے کی اجازت و اباحت ہے

• ظاہر ہے جب حلال جانوروں اور ممنوع و حرام جانوروں کی تفصیلات بیان فرما دی گئی ہیں تو پھر جن
حلال جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا گیا ہو اس کو نہ کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔

• کھلے اور چھپے ہر طرح کے گناہوں کو چھوڑ دینے کا حکم یعنی ظاہر و باطن دونوں قسم کی معصیت نافرمانی
اور سرکشی سے باز آجاؤ۔ گناہوں سے بچنا سعادت مندی کی علامت ہے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا کہ گناہ کسے کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "جو تیرے دل میں کھٹکے
اور تو نہ چاہے کہ کسی کو اس کی اطلاع ہو"۔

• جس حلال جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے ہرگز نہ کھاؤ۔ ایسا کرنا محض فسق و گناہ ہے
شیطانوں کا کام اپنے ہمنواؤں کے دلوں میں شکوک و وسواس پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اہل ایمان،
سعادت لوگوں سے اختلاف و جدال کریں لہذا ان کی بات ماننے سے بچو۔ دینی امور میں محض اللہ و رسول کے
احکام ماننا فرض ہے دوسروں کی باتیں نہ سنیں۔ دین میں حکم الٰہی کو چھوڑ دینا اور دوسروں کے حکم کو ماننا اللہ کے
سوا اور کو حاکم ماننا شرک ہے

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ
فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا
بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ
الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝
فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ
يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ
الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ایسی روشنی کر دی کہ جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہو اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہو کہ وہ اندھیروں میں پڑا ہو ان سے نکل نہ سکتا ہو۔ ہم نے یوں ہی کافروں کے لئے ان کے کام مزین کر دیے ہیں ✱ اور ہم نے اسی طرح سے ہر گاؤں میں وہاں کے فاسق لوگ سردار بنائے تاکہ وہاں مکر کیا کریں اور ان کا مکر صرف انھیں کے لئے ہے حالانکہ وہ جانتے نہیں ✱ اور جب ان کے پاس کوئی معجزہ آتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی ویسی ہی چیز نہ ملے جیسی کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں کہ اپنی پیغمبری قائم کرتا ہے عنقریب گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کی ذلت اور عذاب شدید پہنچے گا ان کی مکاری کی وجہ سے ✱ پھر جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا سینہ ایسا بھنچا بہت تنگ کر دیتا ہے کہ گویا اس کو آسمان پر چڑھنا پڑتا ہے جو ایمان نہیں لاتے ان پر اللہ تعالیٰ ایسی ہی پھٹکار ڈال دیا کرتا ہے۔

الانعام پ ۸ (۶/ ۱۲۲ تا ۱۲۵ ✱ ت : ح)

۱۲۲۔ مومن اور کافر کی مثال بیان ہو رہی ہے ایک تو وہ جو پہلے مردہ تھا یعنی کفر و گمراہی کی حالت میں حیران و سرگرداں تھا اللہ نے اسے زندہ کیا ایمان و ہدایت بخشی اور اتباع رسول (کی لذت سے آشنا کر دیا) دوسرا وہ جو جہالت و ضلالت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے جو ان ہی سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ✱ کافروں کی نگاہ میں ان کی اپنی جہالت و ضلالت اسی طرح آراستہ و پیراستہ کر کے دکھائی جاتی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر ہے کہ وہ (کافر) اپنی برائیوں کو اچھائیاں سمجھتے ہیں (ابن کثیر)

۱۲۳۔ مکہ کے سرداروں پر ہی کچھ موقوف نہیں کردہ نبیؐ اور مومنین کے مقابلہ میں لوگوں کو مکر و فریب سے گمراہ

کی طرف کھینچتے ہیں بلکہ ہم نے جس جگہ جس گاؤں میں نبی بھیجے وہاں کے مکاروں اور اشرار کو وہاں کی سرداری دی
دنیاوی عزت دی تاکہ وہ اپنے کام میں پوری کامیابی حاصل کرکے ابدی جہنم کے مستوجب ہو جائیں (تفسیر حقانی)

۱۲۴۔ نسب یا مال یا عمر کی وجہ سے نبوت کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے وہی خوب جانتا ہے کون
کہ نبوت کا اہل ہے ٭ بغوی نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا عبد مناف کی اولاد نے شرف میں
ہم سے مقابلہ کیا (اور اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے) کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے جس کے پاس وحی آتی ہے۔ (ہم نے کہا)
خدا کی قسم ہم تو اس کو نہیں مانیں گے اور نہ کبھی اس کے تابع ہوں گے جب تک ہمارے پاس بھی اسی طرح
وحی آجائے جس طرح اس کے پاس آتی ہے تو خیر (مان لیں گے) ٭ عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے اللہ کے پاس
ان کی شرارتوں کے بدلے میں ذلت دی جائے گی دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ عذاب شدید دنیا میں قتل اور قید ہونا جیسے بدر کے
لڑائی کے دن ہوا اور آخرت میں دوزخ میں جانا (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۲۵۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اپنی اطاعت یا اسلام قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے
اسے ان چیزوں کی توفیق ملتی ہے وہ خوشی دل آسانی سے مسلمان و مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے اس کے برعکس
جس کے متعلق فیصلہ ہو چکا کہ وہ گمراہ ہی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ تنگ ناقابل ہدایت بنا دیتا ہے
جس میں ہدایت و ایمان داخل ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی ٭ جن کے نصیب میں ایمان نہیں اللہ تعالیٰ
دنیا میں لعنت، آخرت میں عذاب مسلط کرتا ہے (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: ● ایمان دلوں کے لئے زندگی اور کفر موت ہے یہاں مردہ سے مراد کافر اور زندہ سے مطلب
صاحب ایمان ہے۔ ایمان اور قرآن مجید کے انوار کے سبب سعادت مند کفر و عصیان کے اندھیروں سے نکل آتا ہے جبکہ
کافر کفر و نافرمانیوں کے اندھیروں ہی میں بھٹکتا رہتا ہے اور اسے اپنے کام ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں وہ ان کی سزا بھی پاتا ہے

● اکثر اشرار، فاسق، خود پسند ہی اپنے قبیلوں بستیوں کے مقتدر و سردار بنا دیے گئے اور انہی کی طرف سے انبیاء و مرسلین اور دعوت حق کی مخالفت ہوا کرتی عام آدمی تو محض اپنے رئیسوں کا تابع ہوتا۔ حکمت یہ ہے کہ اشرار مخالفت حق، مکر و فریب اور گمراہی کے باعث اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کریں اور اپنے کئے کی سزا بھگتیں۔

● رسولوں کا بھیجنا رب العالمین کا اختیار و قدرت کی بات ہے وہی خوب جانتا ہے کہ اس کار عظیم کا کون اہل اور لائق ہے
معجزات اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں۔ کفار و مخالفین حق کا یہ کہنا کہ ہمارے پاس بھی ویسی ہی وحی اور معجزہ آئے جیسا کہ
انبیاء کے پاس آتا ہے تو تسلیم کریں گے محض فریب و مکر ہے۔ اور یہ ارتکاب جرائم کرنے والے (اللہ کے پاس پہنچ کر) ہنوز مخالفت یا دنیا و آخرت
دونوں جگہ ذلت و خواری سے دوچار ہوں گے اور اپنی شرانگیزیوں کفر و عصیاں کے عوض جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے

● ہدایت کے لئے سینوں کو کشادہ کر دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ ہی کے اختیار میں ہے جسے چاہے نعمت ایمان و اطاعت
سے نوازے اور جسے چاہے نہ دے اس کا سینہ تنگ کر دے کہ جس میں کبھی حق و ہدایت کی بات ہی نہ پہنچ سکے حق کا منکر ہی رہتا پایا ہے

[illegible]

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۗ قَالَ النَّارُ
مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ وَكَذٰلِكَ
نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

اور یہی آپ کے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے آیتوں کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں * ان کے واسطے سلامتی کا گھر ہے ان کے پروردگار کے پاس اور وہی ان کا دوست ہے بسبب اس کے کہ جو کچھ وہ کرتے رہے * اور وہ دن (یاد کرنے کے قابل ہے) جب (اللہ) ان سب کو جمع کرے گا (اور کہا جائے گا) اے جماعت جنات! تم نے بڑا حصہ لیا انسانوں (کی گمراہی) میں اور انسانوں میں سے ان کے دوست (بھی) کہیں گے اے ہمارے پروردگار (واقعی) ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم آ پہنچے اپنی میعاد معین تک جو تو نے ہمارے لئے معین کی تھی (اللہ) فرمائے گا تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اس میں (ہمیشہ) رہو گے سوا اس کے کہ اللہ ہی (نکالنا) چاہے بے شک آپ کا پروردگار بڑا حکمت والا ہے بڑا علم والا ہے * اور اسی طرح ہم ظالموں کو ایک دوسرے کے قریب رکھیں گے بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے رہے (۶/۱۲۶ تا ۱۲۹) *

۱۲۶۔ سیدھی اور صاف راہ جو اللہ کی طرف پہنچا دے یہی ہے۔ مُسْتَقِيْمًا کا نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے لہذا اسلام جاری اور شرع محمدی ہی راہ راست ہے چنانچہ حدیث شریف میں بھی قرآن کی صفت میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی سیدھی راہ کی مضبوط رسی اور حکمت والا ذکر ہے (ملاحظہ ہو ترمذی و مسند وغیرہ) جنہیں اللہ کی جانب سے عقل و فہم و علم و عمل دیا گیا ہے ان کے سامنے تو وضاحت کے ساتھ اللہ کی آیتیں آچکیں (ابن کثیر)

الانعام

۱۲۷۔ ہدایت عام ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے جو دار السلام تک پہنچاتا ہے مگر اس پر چلنا ہر ایک کی تقدیر میں نہیں بلکہ سمجھ والوں کے لئے لہذا جو اس پر چلیں گے ان کے لئے دار السلام ہے سلامتی اور امن کا گھر یعنی جنت جو اس محبوب حقیقی کے پاس اور وہ وہاں ان کا دوست بھی رہے گا۔ نہ صرف زبانی جمع خرچ اور جھوٹے دعوے کی وجہ سے بلکہ ان کے اعمال صالحہ اور کوشش سے جو حقیقی اسلام کی علامت ہے۔ (حقانی)

۱۲۸۔ جس روز اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو جمع کرے گا اور فرمائے گا اے گروہ جنات تم نے بہت آدمیوں کو گمراہی میں اپنا تابع بنا لیا * بعض نے بعض سے فائدہ اٹھایا کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں نے جنات سے کچھ افسوں، جادو

اور کہانت کی تعلیم حاصل کی اور جن جن امور و مقاصد کی تکمیل کی ان کو ضرورت تھی جنات نے ان کی خواہشات پوری کرنے اور مقصد تک پہنچانے میں ان کی اطاعت کی اور اپنی مرغوبات کو ان کے لئے دل پسند بنا دیا اور جب کبھی بیابان میں سنسان رات میں تنہا مسافر نے آواز دے کر کہا اعوذ بسید هذا الوادی من سفهاء قومه "میں قوم جنات کے شریروں سے اس وادی کے سردار کی پناہ کا خواستگار ہوں" تو اس نے رات امن چین سے گزاری (یہ تو ہوا انسان کا جنات سے نفع اندوز ہونا) اور جنات کے انسانوں سے بہرہ اندوز ہونے کی یہ صورت ہوئی کہ انسانوں نے جنات کی پرستش کی تھی اور گمراہی میں جنات کا اتباع کیا اللہ فرمائے گا تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے مگر یہ کہ خدا ہی کو کچھ اور منظور ہو تو خیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آیت میں وہ قوم مستثنیٰ کی گئی ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے اور دوزخ سے ان کو نکال دیا جائے گا اس مطلب پر ماشاء اللہ میں ما بمعنی من ہوگا (تفسیر مظہری)

۱۲۹۔ جیسے ہم نے جن و انس کافروں کو یکجا کر دیا اسی طرح ہم بعض کفار انس کو بعض دوسرے کافروں کا عارضی دوست بنا دیتے ہیں ان کی بدعملیوں کی وجہ سے یا ظالم لوگوں پر ظالم حکام مقرر کر دیتے ہیں یا ان کی بدعملی کی وجہ سے یا بعض کفار دوسرے بعض سے دوزخ میں قریب رہیں گے اگرچہ دنیا میں ان کی قوم زبان ملک علیحدہ تھے مگر کفر میں وہ سب یکساں تھے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • دین اسلام ہی جادۂ حق، سیدھا راستہ، خیر و فلاح اور نجات کا ذریعہ اور صراط مستقیم ہے اسی راہ پر چل کر رضائے حق تعالیٰ کا حصول ممکن ہے اس حقیقت کی شاہد آیات ربانی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرما دیا ہے ان کے لئے جو نصیحت مانتے ہیں

• جنت ہی وہ مقام ہے جہاں کوئی آفت رنج مصیبت تکلیف خوف و ہراسانی نہیں وہاں امن و سلامتی راحت و آسائش خوشی و مسرت اور حفاظت ہے اس سلامتی کے ٹھکانے کو دار السلام سے موسوم فرمایا گیا بندگان خاص جن کی زندگیاں اطاعت حق اتباع رسول اکرم ﷺ کے باعث صالحیت کا نمونہ ہیں ایسے ہی پاکباز لوگوں کے لئے نوید قرب ہے اور اللہ تعالیٰ سے قربت بندہ کے لئے سب سے بڑا شرف ہے انہوں کا اللہ تعالیٰ ہی مولیٰ و دوست کارساز ہے

• بروز حشر جنات کی جماعت سے خطاب کہ تم نے انسانوں کی ایک جماعت کو جادۂ حق سے ہٹا کر گمراہ کیا اور اپنا تابع بنا لیا۔ جنات کے سرداروں کا کہنا کہ ہم نے باہم فائدہ حاصل کیا۔ جنات و شیاطین نے انسانوں کے لئے گناہ اور نافرمانی حق کو خوبصورت بنا دیا اور لوگوں نے اسے اختیار کیا اور لذت معصیت میں گرفتار ہو گئے اور ان گمراہوں نے جنات و شیاطین کی پرستش اور ان کی فرمانبرداری کی فرمان الٰہی ہوگا تم سب نافرمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جس میں دائماً رہو گے ہاں اگر اللہ ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے اللہ تعالیٰ (ملخص از معارف القرآن کاندھلوی)

• نافرمانوں کو دوزخ میں ان کے عصیان کے لحاظ سے ایک درجہ میں جمع کر دیا جائے گا یا ظالموں، نافرمانوں، سرکشوں اور گنہگاروں پر ایسے ہی قسم کے مستقر لوگ مسلط کر دیے جاتے ہیں ظالم رعایا کو سوائے تباہ و برباد کرنے کے کر سکتے ہیں اور وہ ایسا کریں گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا
عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ
وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ○ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○
وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ
اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ○

اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈال رکھا اور یہ لوگ اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے * یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں * اور ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے * اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو اٹھا لے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کر دے جیسا کہ تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے (ج: ت* ۱۳۰ تا ۱۳۳ /۶) الانعام ۶

۱۳۰۔ انسانوں اور جنوں کو اس آیت میں نبیوں کے ان ہی میں سے بھیجنے میں بطور خطاب کے شامل کر لیا ورنہ رسول سب انسان ہی ہوتے ہیں۔ نبیوں کا کام یہی رہا کہ وہ اللہ کی آیتیں سنائیں اور قیامت کے دن سے ڈرائیں اس سوال کے جواب میں سب کہیں گے کہ ہاں ہمیں اقرار ہے تیرے پیغمبر ہمارے پاس آئے اور تیرا کلام بھی پہنچایا اور اس دن سے بھی متنبہ کر دیا تھا مگر جناب باری فرماتا ہے انہوں نے دنیا کی زندگی دھوکے میں گزاری، رسولوں کو جھٹلاتے رہے معجزوں کی مخالفت کرتے رہے، دنیا کی آرائش پر ریجھ گئے شہوت پرستی میں پڑے رہے قیامت کے دن اپنی زبانوں سے اپنے کفر کا اقرار کریں گے کہ ہاں ضرور ہم نے نبیوں کی بات نہیں مانی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۱۔ یہ پیغمبروں کا بھیجنا اس لئے ہے کہ تیرا رب کسی گاؤں کو اس کے ظلم کی وجہ سے اس طرح ہلاک نہیں کرتا کہ گاؤں والے بے خبر ہوں اور ان کے پاس کوئی پیغمبر نہ آیا ہو جو ان کو احکام الٰہی سنا دے (جلالین)

۱۳۲۔ اللہ کے قرب و بعد کے اعتبار سے ہر مکلف کا مرتبہ جدا جدا ہے اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے کسی کو بہت بڑا ثواب اور مرتبہ قرب نصیب ہوگا اور کوئی رحمت سے دور سخت ترین عذاب میں پڑا ہوگا۔ اور آپ کا رب ان کے اعمال سے لا علم نہیں اس لئے ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا۔ (تفسیر مظہری)

۱۳۳۔ رب تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور اس کا مجرم کہیں بھاگ کر جا نہیں سکتا پکڑنے میں جلدی وہ کرے جسے مجرم

کے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہو نیز وہ رحمت عامہ والا بھی ہے مجرم کو مہلت دیتا ہے کہ اب بھی توبہ کرلے یعنی اللہ بے نیاز اور احکم الحاکمین ہے کوئی اس کی پکڑ سے کہاں بچ کر جاسکتا ہے تاہم وہ رحمت و کرم والا ہے انہیں موقعہ دیتا ہے ان میں ہادی بھیجتا ہے کہ میرے دروازہ پر آؤ۔ اے کافرو وہ چاہے تو تم کو اس زمین سے نکال دے اور تمہاری جگہ جسے چاہے تمہارا جانشین کردے تمہاری زمین اس مخلوق سے آباد کردے تم اپنے حالات میں غور کرو کہ گزشتہ قوموں کی کافر اولاد کو ہلاک فرما کر تم کو ان کی جگہ آباد کیا اور بتایا کہاں تھی قوم نوح، قوم لوط وغیرہ ان سے عبرت پکڑو ہر وقت اپنے آپ کو اللہ کے قبضہ میں جانو۔ (اشرف الحواشی)

مفہومات مزید

• اللہ تعالیٰ کے حضور جب حشر کے دن تمام حاضر ہوں گے تو جن و انس کے گروہوں سے ارشاد ہوگا کیا ان کی ہدایت و رہبری کے لئے اور اس دن یعنی قیامت کا خوف دلانے رسول نہیں بھیجے گئے جن و انس کی جماعتوں کے کفار و مشرکین انکار نہ کر پائیں گے کیونکہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے شرک و کفر کی شہادت دینے لگ جائیں گے لہٰذا لامحالہ انہیں اپنے کفر و عصیان شرک و سرکشی کا اقرار کرنا پڑے گا ان کو بچنے دوسری کوئی صورت نہ ہوگی۔ اپنے خلاف وہ خود شہادت دیں گے کہ دنیوی زندگی کی راحت و آسائش نے انہیں دھوکہ دیا اور وہ حق و ہدایت سے دور رہے۔ ان کی لذائذ پسندی اور خود پرستی نے انہیں ایمان سے محروم اور آخرت فراموش بنا دیا تھا۔

• اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اپنی رضا و خوشنودی سے واقف کروانے پہلے ان کی آبادیوں بستیوں میں اپنے رسول، نبیوں پیغمبروں کو مبعوث فرماتا ہے جو دعوت حق، صراط مستقیم اور پیغام اطاعت حق دیتے ہیں اس کے باوجود جب لوگ کفر و سرکشی، نفاق و بدعملی، ظلم اور تعدی، جبر و زیادتی، نافرمانی و معصیت سے باز نہ آئیں تب ان کی ہلاکت کا سامان ہوتا ہے تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ "کسی بستی والوں کے ظلم اور گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں اسی وقت ہلاک نہیں کرتا جب تک نبیوں کو بھیج کر انہیں غفلت سے بیدار نہ کردے۔

• اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے وہ ہر ایک کے خوب و ناخوب عمل سے واقف ہے ہر ایک اپنے اعمال صالحہ کے لحاظ سے قرب الٰہی اور مرتبت خاص سے نوازا جاتا ہے اس سلسلہ میں درجات ہیں اور ہر ایک کا رتبہ جداگانہ ہے اسی طرح لوگ اپنے اپنے نامحبوب کاموں کے سبب رحمتوں سے دور اور معتوب ہوتے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں یہ بھی ان کے عملوں کے لحاظ سے ہوتا ہے ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ ملے گا۔

• اللہ تعالیٰ غنی ہے بے نیاز ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ سب کی حاجت روائی مشکل کشائی فرماتا ہے ساری مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہے سب کو اس کے کرم کی ضرورت ہے وہ قدرت والا ہے اس کی رحمت عام ہے۔ بندوں کو زندگی کی نعمت عطا فرمانا، ان کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجنا، صحائف کا نزول وغیرہ سب اس کا فضل و کرم ہے۔ منکرین کفر و گناہوں کے بدلہ سزا و عذاب اس کا انصاف ہے۔ وہ مختار ہے وہ جو چاہے کرے کفار و سرکشوں کو ہٹا کر زمین پر جسے چاہے آباد کردے اگر چاہے تو نافرمانوں کو مٹا دے نام و نشان نہ رکھے اور ان کی جگہ کسی اور کو لے آئے یہ سب اسکے اختیار کی بات ہے

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۙ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ
إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝
وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا
لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ
يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ
قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ
شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے ✱ تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے ✱ اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں ✱ اور یونہی بہت مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے کہ انہیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افترا۔ (ت: ک ✱ ۱۳۴ تا ۱۳۷ / ۶) الانعام ۸

۱۳۴۔ (اے محبوب) آپ ان سے کہہ دیجیے کہ قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ کے جو وعدے تم سے کیے جا رہے ہیں وہ یقیناً سچے ہیں اور یہ سب کچھ ہونے والا ہے اللہ تمہارے اعادہ پر قادر ہے تم گل سڑ کر مٹی ہو جاؤ گے پھر وہ تمہیں نئی پیدائش میں پیدا کر دے گا اس پر کوئی عمل مشکل نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے بنی آدم اگر تم میں عقل ہے تو اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو واللہ خدا کی فرمائی ہوئی سب باتیں یقیناً ہونے والی ہیں کوئی نہیں جو خدا کے ارادے اور اس کی مشیت کو نہ ہونے دے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۵۔ ان سے کہہ دو اے میری قوم تم اپنی حالت پر کام کیے جاؤ میں اپنی حالت پر کام کرتا ہوں سو عنقریب تم جان لوگے کہ دار آخرت میں کس کے لئے انجام بہتر ہے آیا وہ ہم ہیں یا تم بے شک حال یہ ہے کہ کافروں کی تقدیر میں بھلائی نہیں۔ (جلالین)

۱۳۶۔ کفار عرب کی چند حماقتوں کا ذکر کر کے جن کو انہوں نے مذہب اور وسیلہ نجات سمجھ رکھا تھا تاکہ معلوم ہو کہ ان کی سرکشی اور بے جا حجتیں ان کی بیوقوفی کا ثمرہ ہیں جن کے منجملہ یہ بات تھی کہ کھیتی اور چارپایوں میں سے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہوئے ہیں وہ کچھ حصہ شمار رکھتے تھے کچھ رزق کا اور کچھ جانوروں

کہ اللہ تعالیٰ کے حصہ کا اپنے گمان کے بموجب قرار دیتے تھے اور کچھ اپنے اصنام کے نام کا (یعنی باطل معبودوں کے نام کا) اور اس پر لطف یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں سے اصنام کی ڈھیری میں کچھ جا ملتا تھا تو نہ اٹھاتے تھے اور ان کی ڈھیریوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں آ ملتا تو اسے اٹھا کر اصنام کی ڈھیری میں ملا دیتے تھے کہ ان کو زیادہ حاجت ہے اس پر فرمایا کہ کیا ہی برا فیصلہ ہے (تفسیر حقانی)

۱۳۷۔ کفار عرب کے سرداروں نے ان کے دلوں میں یہ بات جما دی کہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں ہلاک کر دینا بڑی عزت و فخر کی بات ہے چنانچہ بہت سے مشرکین عرب اپنے لڑکوں لڑکیوں کو اپنے ہاتھوں مختلف طریقوں سے ہلاک کرتے تھے ان سرداروں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ انہیں انسانیت کی بلندیوں سے اخلاق کی پستی کے غار میں ڈال دیں ان سے وہ کام کرائیں جو جانور اور خونخوار درندے بھی نہیں کرتے یعنی اپنے ہاتھوں اپنے بچوں کو ہلاک کرنا دوسرا یہ اس لئے کیا کہ ان پر ان کے اپنے دین یعنی دین ابراہیمی کو مشتبہ کر دیں کہ وہ سمجھیں کہ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا ملت ابراہیمی کا مسئلہ ہے۔ اے محمد ﷺ! آپ یہ نہ خیال فرماویں کہ یہ کام ارادہ الٰہی کے خلاف ہو رہا ہے نہیں اگر رب کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ یہ حرکت کبھی نہ کرتے لہٰذا آپ ان کی ان حرکتوں پر غم نہ کریں اس کی پرواہ نہ کریں انہیں اور ان کے اعمال کو چھوڑ دیں بے پرواہ ہو جائیے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعہ جن باتوں کا وعدہ فرمایا ہے یقیناً وہ تمام وعدے پورے ہونے والے ہیں یعنی آخرت کی جزا و سزا اور مرنے کے بعد دوبارہ جلایا جانا، ہر ایک کو اس کے کئے کا ثمرہ، جنت و جہنم یہ سب کچھ ہونے والا ہے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے، مرضی، منشا اور مشیت کو بدل سکے

• یہ کہہ دیں کہ اے قوم والو تمہیں جو کرنا ہے کرتے رہو اور میں بھی جو کام کرنے ہیں وہ برابر کرتا رہوں گا۔ بہت جلد تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں کس کے واسطے بہترین انجام ہے اچھے انجام اور دار آخرت میں کامیاب و سرخرو ہم ہیں یا تم یہ جان جاؤ گے کہ کافروں کے نصیب میں خیر اور بھلائی نہیں ہے۔

• کفار و مشرکین کے خود ساختہ رویوں اور فیصلوں سے متعلق ارشاد کہ وہ اپنی بے وقوفیوں سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں یعنی پیداوار اور جانوروں کے اپنے خیال و خواہش سے حصے بخرے کیا کرتے تھے جو اصول دین و شریعت کے موافق نہیں بلکہ اپنے خود ساختہ طریقوں کے مطابق ہوتے ایک حصہ خدا کا ٹھہراتے ساتھ ہی اپنے باطل معبودوں کے حصے بھی قائم کرتے اب ایسے میں اگر اصنام کے حصوں سے کچھ خدا کے حصہ میں جا ملے تو اس کو نکال کر اصنام کے حصوں میں لوٹا دیتے اگر خدا کے حصہ سے اصنام کے حصہ میں کچھ جا ملتا تو اسے علیحدہ نہیں کیا کرتے یہ ان کے ناروا اور برے فیصلے ہوتے

• مشرکوں کے سرغنوں نے قتل اولاد کو بطور بھلائی لوگوں کے دماغوں میں بٹھا دیا تھا چنانچہ لوگ فخر سے اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرتے تھے تاکہ انہیں ان کے دین کے متعلق مشتبہ کر دیں۔ اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے لہٰذا اے محبوب ان کی پرواہ نہ کیجیے انہیں ان کے حال و اعمال پر چھوڑ دیجیے

وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ
مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ
اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ
حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۚ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

اور بولے یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ہے کوئی نہیں کھا سکتا انھیں سوائے اس کے جسے ہم
چاہیں (یہ بات) اپنے گمان سے (کہتے ہیں) اور بعض مویشی ہیں، حرام ہیں جن کی پشتیں
(سواری کرنے) اور بعض مویشی ہیں کہ نہیں ذکر کرتے نام خدا ان (کے ذبح) پر (یہ سب محض) افتراء
ہے اللہ پر عنقریب سزا دے گا انھیں جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے * اور بولے جو ان
مویشیوں کے شکموں میں ہے وہ نرا ہمارے مردوں کے لئے ہے اور حرام ہے ہماری بیویوں پر اور اگر وہ
مرا ہوا (پیدا) ہو تو پھر وہ سب (مرد وزن) اس میں حصہ دار ہیں۔ اللہ جلد ہی بدلہ دے گا انھیں ان کے
اس بیان کا۔ بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے * یقیناً نقصان اٹھایا جنھوں نے قتل کیا اپنی
اولاد کو حماقت سے بغیر جانے اور حرام کر دیا جو رزق دیا تھا انھیں اللہ نے بہتان باندھ کر اللہ تعالیٰ پر
بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور نہ تھے وہ ہدایت پانے والے۔ الانعام (۶/۱۳۸ تا ۱۴۰ * ت: ض)

۱۳۸۔ اور وہ یوں کہتے ہیں کہ یہ جو کھیتی اور چوپائے اللہ کے نام اور اصنام کے نام کے وہ کر رکھتے ہیں
وہ ممنوع چوپائے اور ممنوع کھیتی ہیں یعنی حرام جن کو ان کے گمان کے مطابق سوائے اس کے جس کو
وہ چاہیں اور کوئی نہیں کھا سکتا یعنی عورتیں نہیں کھا سکتیں صرف مرد اور اصنام کے مجاور ہی کھا سکتے ہیں
وہ اپنے خیال سے بغیر کسی دلیل کے حرمت حلت بناتے ہیں۔ اور کچھ مخصوص چوپائے ہیں جن پر سواری اور
بار برداری حرام کر دی گئی ہے (ان چوپایوں سے مراد ہیں بحیرہ، سائبہ اور حامی) اور کچھ مخصوص
مویشی ہیں جن پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے یعنی ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ اصنام کا نام لے کر
ذبح کرتے ہیں۔ ابو وائل نے کہا کہ اللہ کا نام ذکر کرنے سے مراد نیک عمل ہے کیونکہ عام دستور تھا کہ ہر نیک عمل
اللہ کا نام لے کر شروع کیا جاتا تھا اس صورت میں آیات کا مطلب اس طرح ہوگا وہ ان چوپایوں پر
سوار ہو کر حج کے لئے نہیں جاتے تھے اور نہ کوئی نیک عمل کرنے کے لئے ان پر سوار ہوتے تھے * ایسا محض اللہ پر
افتراء باندھنے کے طور پر کہتے ہیں یعنی یہ بات انھوں نے اللہ پر بطور افتراء باندھی یا اللہ پر افتراء کرتے ہوئے کہی
ان کے اس افتراء کے سبب عنقریب اللہ ان کو ان کی افتراء بندی کی سزا دے گا۔
(بحوالہ التفسیر مظہری)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جاہلیت میں یہ بھی رواج تھا کہ جن چوپایوں کو وہ اپنے معبودان باطل کے نام چھوڑ دیتے تھے ان کا دودھ صرف مرد پیتے تھے جب ان کے بچہ ہوتا تو اگر نر ہوتا تو صرف مرد ہی کھاتے اگر مادہ ہوتا تو اسے ذبح کرتے ہی نہ تھے اور اگر پیٹ ہی سے مردہ نکلتا تو مرد عورت سب ہی کھاتے اللہ تعالیٰ نے اس فعل سے بھی روکا۔ شعبیؒ کا قول ہے کہ بحیرہ کا دودھ صرف مرد پیتے اور اگر وہ مر جاتا تو گوشت مرد عورت سب کھاتے ان کی ان جھوٹی باتوں کا بدلہ اللہ انہیں دے گا کیونکہ یہ سب ان کا جھوٹ افترا خدا پر باندھا ہوا تھا فلاح و نجات اس لئے ان سے دور کر دی گئی تھی یہ اپنی مرضی سے کسی کو حلال کسی کو حرام کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل کوئی قول کوئی شرع کوئی تقدیر بے حکمت نہیں ہوتی وہ اپنے بندوں کے خیر و شر کو خوب جاننے والا ہے اور انہیں بدلہ دینے والا ہے (تفسیر ابن کثیر)

۱۴۰۔ اور وہ کفار تو دنیوی اور دینی ہر طرح کے خسارے میں رہے جو اپنی اولاد کو اکثر بیٹیوں کو یا لڑکوں کو یا دونوں کو محض اپنی بے عقلی و بے علمی سے قتل کرتے ہیں اس حرکت سے خود اپنی نسل کشی بھی کرتے ہیں اور آخرت کی سزا کے مستوجب بھی ہوتے ہیں اگر اولاد کے قتل کا یہ بھی رواج ان میں رہا تو ان کی نسل کیسے چلے گی یہ حرکت جانور بھی نہیں کرتے وہ بھی اپنے بچوں کو محبت سے پالتے ہیں پھر طرہ یہ کہ اللہ کی دی ہوئی حلال روزی کو محض حماقت سے اپنے اوپر حرام جانتے ہیں کہ بحیرہ سائبہ وغیرہ حلال جانوروں کو سب کے لئے حرام سمجھتے ہیں اور ان کے پیٹ کے زندہ بچوں کو اپنی عورتوں پر حرام جانتے ہیں یہ لوگ عقیدۃً بھی گمراہ ہیں اور عملاً بھی بہکے ہوئے ہیں اللہ پر بہتان باندھتے ہیں (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید : • کھیتی اور چوپائے جنہیں خدا اور اصنام کے نام کر دیا گیا ہے حرام ہیں کوئی نہیں کھا سکتا سوا ان کے جنہیں وہ اذن دیں یعنی اصنام کے خدام کھا سکتے ہیں یہ محض ان کا گمان ہے اور اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں انہوں نے بعض جانوروں کی سواری کو بھی حرام قرار دے دیا جیسے سائبہ اور حامی جو اصنام کے نام چھوڑ جاتے تھے بعض جانوروں پر بوقت ذبح بجائے اللہ کے اصنام کا نام لیا کرتے اور اسے اللہ کی طرف [منسوب] کرتے تھے افترا کے ساتھ اور اللہ ان کو ان کے افترا کی سزا دے گا۔ سائبہ

• سائبہ اور بحیرہ کے پیٹ سے اگر زندہ بچہ پیدا ہو تو اسے مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام جانتے اور جو مردہ بچہ پیدا ہوتا تو مرد و عورت سب کھا سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کی ان بیہودہ طریقوں کا رد فرمایا ان کی جھوٹی باتوں کی انہیں سزا دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والا اور ہر ایک کے افکار و اعمال سے واقف علم والا ہے

• اولاد کشی کی قبیح رسم زمانہ قدیم میں کسی ایک ملک و قوم کی حد تک نہ تھی بلکہ اکثر ممالک اور اقوام میں یہ لعنت پائی جاتی تھی اسلام نے اس کو عالمگیر سطح پر روک کر ساری انسانیت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ یقیناً وہ لوگ نقصان میں ہیں جو بغیر کسی احساس کے قتل اولاد کے مرتکب ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے جو رزق رکھا تھا اسے اپنی حماقت سے اپنے اوپر حرام کر لیا اللہ پر افترا باندھنے کے ذریعے یہ لوگ بھٹک گئے اور ہدایت سے محروم ہو گئے

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ
حَصَادِهٖ ۡ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ
اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔـوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ
الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ
عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور وہی تو ہے جس نے چھتریوں دار اور بغیر چھتریوں کے باغ اُگائے اور کھجور اور کھیتی پیدا کی کہ جن کے مزے مختلف ہیں اور زیتون اور انار بھی جو کہ باہم (صورت میں) ملتے جلتے ہیں اور (مزے میں) نہیں ملتے جب وہ پھل لائیں تو ان کے پھل کھاؤ (بھی) اور کٹنے کے دن اس کا حق ادا کر دیا کرو (زکوٰۃ) اور فضول خرچی نہ کیا کرو کیونکہ اسے فضول خرچ کرنے والے پسند نہیں ✱ اور چارپایوں میں سے اس نے کچھ بارکش (یعنی ناحیت) بنائے اور کچھ زمین سے لگے ہوئے۔ جو کچھ اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ✱ اس نے آٹھ قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ بھیڑوں میں سے دو اور بکریوں میں سے دو پوچھو کیا ان میں سے اللہ نے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا ان دونوں ماداؤں کے پیٹ کے بچے کو۔ مجھ کو سمجھ کر بتاؤ تو اگر تم سچے ہو ✱ اور اونٹ کے بھی دو (نر مادہ) اور گائے کے بھی دو (نر مادہ) پوچھو کیا ان میں سے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا اس بچہ کو جو ان دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہے کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا تھا تم موجود تھے پھر اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں تراشتا ہے تاکہ نا سمجھی سے گمراہ کرنے کے لئے بنائے بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۶/ ۱۴۱ تا ۱۴۴ ✱ ت: ح)

۱۴۱- خالق کل اللہ تعالیٰ ہی ہے کھیتیاں، پھل، چوپائے سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں کافروں کو کوئی حق نہیں کہ حلال حرام کی تقسیم از خود کریں۔ درخت بعض تو بیل والے ہیں جیسے انگور وغیرہ کہ وہ محفوظ ہوتے ہیں بعض کھڑے درخت ہوتے ہیں جو جنگلوں اور پہاڑوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے، پھلوں کے

ذائقے کے لحاظ سے الگ الگ۔ انگور، کھجور یہ درخت تمہیں دیتے ہیں کہ تم کھاؤ، مزہ اٹھاؤ۔ "و آتوا حقہ" اس کا حق اس کے کٹنے اور ناپ تول ہونے کے دن پر دو یعنی فرض زکوٰۃ جو اس میں مقرر ہے وہ ادا کرو * صدقہ دینے کے حکم کے آخر میں فرمایا کہ فضول خرچی سے بچو۔ فضول خرچ خدا کا دوست نہیں۔ خود و بال کے طور پر اپنا مال برباد نہ کرو (تفسیر ابن کثیر)

۱۴۲ - اور اللہ نے پیدا کئے چار پایوں میں سے وہ جو لائق سواری اور بوجھ کے ہیں جیسے بڑے اونٹ اور وہ جانور جو سواری اور بوجھ کے قابل نہیں جیسے اونٹ کے بچے، بکری، بھیڑ وغیرہ ان کو فرش فرمایا کہ بکری وغیرہ بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے مثل فرش زمین کے ہیں۔ کھاؤ اس کو جو اللہ نے تم کو روزی دی اور حلال و حرام کرنے میں شیطان کے طریقوں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ (جلالین)

۱۴۳ - عرب میں چار قسم کے جانور لوگوں کے پاس زیادہ تھے۔ بھیڑ (دنبہ بھی اسی میں شامل ہے) بکری، اونٹ، گائے۔ نر اور مادہ ہر ایک کو لیا جاوے تو آٹھ قسم ہوتی ہیں جن کو ثمانیۃ ازواج کہا گیا (تفسیر حقانی)

۱۴۴ - احکام اسلامی کے نزول کے بعد ابو الاحوص مالک بن عوف جشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو اطلاع ملی ہے کہ آپ ہمارے باپ دادا کے بعض اعمال اور افعال کو حرام قرار دیتے ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم نے بعض قسم کے چوپایوں کو بے دلیل حرام بنا رکھا ہے۔ اللہ نے آٹھوں طرح کے جانور کھانے اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے پیدا کئے ہیں۔ یہ حرمت کس طرف سے آئی نر کی طرف سے یا مادہ کی طرف سے۔ مالک بن عوف متحیر ہو کر لاجواب ہو گیا۔ نہ یہ کہتے بن پڑی کہ نر کی طرف سے حرمت آئی ورنہ سب نروں کو حرام کہنا پڑتا نہ یہ کہہ سکا کہ حرمت مادہ کی طرف سے آئی ورنہ ہر مادہ کی حرمت کا قائل ہونا پڑتا اور اگر پیٹ کے اندر (پیدا) ہونے کی وجہ سے حرمت کا قائل ہوتا تو نر مادہ سب کو حرام کہنا پڑتا۔ پانچویں ساتویں حمل کی تخصیص کی وجہ نہیں۔ نہ اس کی کوئی وجہ کہ عورتوں کے لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام قرار دیا جاتا ہے۔ روایت میں آیا ہے حضور علیہ السلام نے مالک سے فرمایا مالک تو بولتا کیوں نہیں (بات کہو) مالک نے کہا آپ فرماتے جائیے میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ (تفسیر مظہری)

معلومات مزید:
• اللہ تعالیٰ خالق کائنات قادر مطلق رب العالمین ہے اس نے اپنی مرضی اور منشاء سے جو چاہا پیدا کیا۔ اس کی پیدا کردہ ہر شے خوبصورت یا دیدہ زیب، بے مثال، کارآمد، بامقصد اور فائدہ بخش ہے۔ اس نے درخت پیدا کئے بعض بیلدار اور بعض کھڑے ہوئے، پھل پیدا کئے ظاہراً ہم طرح لیکن ان کے ذائقے جدا جدا ہوتے ہیں۔ حکم ہوا کہ انہیں کھاؤ پیو اور جب فصل کاٹو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ فضول خرچی نہ کرو
• جو مواشی پیدا کئے گئے وہ الگ الگ طرح کے ہیں۔ اللہ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو
• جانوروں کے اقسام اور ان کی تفصیلات یعنی چار قسم کے جانور، نر مادہ کو ملا کر آٹھ قسمیں ہوتی ہیں۔
• اللہ تعالیٰ نے جن کو حلال کیا ہے انہیں کوئی حرام نہیں کر سکتا اور جنہیں حرام کیا ہے انہیں کوئی حلال نہیں بنا سکتا۔ ظالم اور گمراہ ہدایت نہیں پاتے

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً
اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ
ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ
رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

آپ کہہ دیجیے مجھ پر جو وحی آئی ہے اس میں تو میں (اور) کچھ نہیں حرام پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اسے کھائے، سوا اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہتا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ (بالکل) گندہ ہے یا جو فسق (کا ذریعہ) ہو غیر اللہ کے لئے نامزد کیا گیا ہو۔ پھر جو کوئی بےقرار ہو جائے اور طالب لذت نہ ہو، نہ حد سے تجاوز کرے تو بےشک آپ کا پروردگار بڑا مغفرت والا بڑا رحمت والا ہے * اور جو لوگ یہودی ہوئے ان پر ہم نے کھر والے کل جانور حرام کر دیے تھے اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کی تھیں بجز اس (چربی) کے جو ان کی پشتوں پر یا ان کی انتڑیوں میں لگی ہوئی ہو، یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو، یہ سزا دی تھی ہم نے ان کو ان کی شرارت پر اور ہم یقیناً سچے ہیں * سو اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیجیے کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ٹل نہیں سکتا۔ (۶/۱۴۵ تا ۱۴۷ * ت: م)

۱۴۵۔ ارشاد ہوا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان بے اصولے کافروں سے فرما دو کہ تمہارے حرام ٹھہرائے ہوئے جانوروں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ جانوروں میں سے کسی جانور کو اپنی وحی میں حرام نہیں پاتا۔ ان جانوروں میں سے کوئی جانور حرام نہیں * ہاں میری وحی کے مطابق حرام ہونے کا قاعدہ یہ ہے کہ جانور یا تو مردار ہو اس کا کھانا سارے مسلمانوں پر حرام ہے (خواہ مرد ہو یا عورت) یا جانور کا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کیوں کہ سور یا اس کا گوشت نجس العین ہے گندا ہے خبیث ہے یا رب تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کیا ہوا جانور ہو کہ رب نے اپنے نام پر ذبح کرنے کا حکم دیا" وہ خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کر دیا گیا ہو یہ چیزیں حرام ہیں یہ سب حرام ہیں۔ پھر خیال رہے کہ جو مجبوری میں گرفتار ہو جائے کہ اسے جان بچانے کے لئے ان میں سے کوئی چیز کھانی پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ نہ فرمائے گا بشرطیکہ

(ابن کثیر) بحوالہ ابن جریر

نہ لذت کے لئے کھائے نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے وہ ایسے مجبوروں کی پکڑ نہ فرمائے گا۔ اللہ معاف کر دیتا ہے۔

۱۴۶۔ کسی چیز کو حرام کرنے کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ چیز جسمانی یا روحانی طور پر مضر ہوتی ہے اور لوگوں کو اس کے اثرات بد سے بچانے کے لئے اس کا استعمال ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے جس طرح وہ چیزیں جن کا ذکر پہلی آیت میں گزرا یا بطور سزا کسی شخص یا قوم کو ایک چیز کے استعمال سے روک دیا جاتا ہے یہاں اسی قسم کی چیزوں کا ذکر ہو رہا ہے جو یہود پر بطور سزا حرام کر دی گئی تھیں (ضیاء القرآن)

۱۴۷۔ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ جو ہدایات بھیجی گئی ہیں اگر یہودی ان کی تکذیب کریں تو ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ بڑی وسیع رحمت والا ہے کہ باوجود شدید تکذیب کے اس نے تم کو ڈھیل دے رکھی، اللہ کے ڈھیل دینے سے تم فریب نہ کھانا وہ ڈھیل دیتا ہے چھوڑ نہیں دے گا (گرفت آخر ضرور کرے گا) ٭ اللہ مومنوں کے لئے وسیع رحمت والا اور تکذیب کرنے والوں کو سخت عذاب دینے والا ہے اس آخری فقرہ کی جگہ فرمایا اس کا عذاب مجرموں سے نہیں لوٹایا جائے گا۔ (تفسیر مظہری)

معلومات مزید: • مردار، بہتا ہوا خون، (جو خون بہتا نہ ہو مثل جگر و تلی کے وہ حرام نہیں "صراحت شریعت مطہرہ و اجماع علماء") سور کا گوشت یا وہ جانور کہ جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کر دیا گیا ہو حرام ہیں۔ جان بچانے کے لئے سخت مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت اگر کسی نے متذکرہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز کھا لی تو اللہ تعالیٰ اس مجبور پر گرفت نہیں فرمائے گا تاہم وہ اسے نہ لذت نفس کے لئے کھائے اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائے ٭ نجاست کا سبب حرمت ہونا نصِ قرآنی سے ثابت ہے

• حکمت الٰہیہ بندوں کو نقصان دہ چیزوں سے روکتی ہے ان کی مضرت خواہ جسمانی ہو یا اخلاقی، حرام چیزوں میں دونوں طرح کے نقصانات ہیں ٭ حرمت اشیاء کبھی کبھی گناہوں کے باعث بھی ہو جاتی ہے

• تکذیب کے مرتکب محروم ہیں ٭ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ سرکشوں کو اگر ڈھیل ملے تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ چھوڑ دیے جائیں گے بلکہ ان پر آخری ضرور گرفت ہو گی۔ مجرموں کو سخت عذاب ہو گا عذاب الٰہی مجرموں سے ٹل نہیں سکتا ٭ مہلت سے تکذیب کرنے والے دھوکہ نہ کھائیں عذاب الٰہی ان پر آ کے گا۔

[illegible]

• دَمٌ: لہو، خون۔ اصل میں دَمْیٌ تھا اور بعض دَمْوٌ بتاتے ہیں، لام کلمہ محذوف ہے اور کبھی اس کی میم سے بدل کر میم کا میم میں ادغام کر دیتے ہیں • مَسْفُوْحًا: اسم مفعول واحد مذکر سَفْحٌ مصدر باب فتح بہایا ہوا۔ بہتا ہوا۔ سَافِحٌ ریزے جو نیچے گر جاتے ہیں سُفُوْحٌ نرم پتھر۔ سَفَّاحٌ بہت دینے والا، کلام پر قدرت کاملہ رکھنے والا • رِجْسٌ: ناپاک، پلید، گندہ، عقوبت، عذاب، بلا۔ ارجاس جمع • اُهِلَّ: پکارا گیا اِهْلَال سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب • بَاغٍ: حد سے نکل جانے والا، عدول حکمی کرنے والا بَغْیٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر • ظُفُرٍ: ناخن۔ (امام راغب نے تصریح کی ہے کہ ظفر کا استعمال انسان اور غیر انسان دونوں کے لئے ہوتا ہے (لغات القرآن نعمانی)

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ
هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ
إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝
قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ
فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝

مشرک ابھی کہنے لگیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم از خود کوئی چیز حرام کرتے۔ اسی طرح ان سے پہلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔ (اے محمد ﷺ ان سے) کہہ دیجئے تمہارے پاس کچھ علم ہو (کتابی سند) تو اس کو ہمارے روبرو نکال کر لاؤ۔ تم تو محض خیال کی پیروی کرتے ہو اور تم تو صرف اٹکلیں دوڑاتے ہو * (ان سے) کہہ دیجئے پس اللہ تعالیٰ ہی کی دلیل پوری رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا * (پھر ان سے) کہہ دیجئے تم اپنے ان گواہوں کو تو لاؤ جو تمہارے ساتھ ہو کر اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ (چیزیں) حرام کر دی ہیں۔ پھر اگر وہ گواہی بھی دیں تو ان کے ساتھ آپ گواہی نہ دیں۔ اور نہ آپ ان لوگوں کی خواہشوں پر چلیں جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور نہ وہ آخرت پر یقین کرتے اور وہ اپنے رب کے برابر (اوروں کو) کرتے ہیں۔ (۶/۱۴۸ تا ۱۵۰ * ت: خ)

پارہ (۸) الانعام

۱۴۸۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کی ممانعت فرمائی ہے اور اس کو شرک پسند نہیں اور جن چیزوں کو مشرکوں نے از خود حرام ٹھہرا رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام نہیں کیا مگر مشرکوں نے اس حکم کی تکذیب کی۔ اسی طرح اللہ کے پیغمبروں کی تکذیب پہلے لوگ بھی کر چکے ہیں آخر اس تکذیب کے نتیجے میں ان پر اللہ کا عذاب آ گیا اور انہوں نے عذاب خداوندی کا مزہ چکھ لیا * علم سے مراد وہ علم جو (وحی الٰہی کی) کسی کتاب سے حاصل کیا گیا ہو یا دلیل مراد ہے جو یہ ثابت کرے کہ اللہ (تمہارے کلام کی) سند کرتا ہے اور جن چیزوں کو انہوں نے حرام ٹھہرا رکھا ہے ان کی تحریم اللہ کی طرف سے ہے یا علم سے مراد معلوم (مصدر بمعنی اسم مفعول) یعنی کوئی ایسا امر معلوم جس کو دلیل کے طور پر پیش کیا جائے * کیا تم ہمارے سامنے ظاہر کرو گے کہ یہ علم تم کو کہاں سے ہوا لیکن ایسا نہیں ہے وہ تو محض گمان ہی ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں دلیل و علم سے کہتے ہیں ظن سے مراد ہے وہ علم

756

جو بغیر کسی دلیل کے محض باپ دادا کی تقلید سے حاصل ہو (تم انکی چلاتے ہو) یعنی جھوٹ بات کہتے ہو (تفسیر مظہری)

۱۴۹۔ ہدایت و گمراہی تقسیم کیا ہے اللہ کی حکمت اور اس کی حجت ہے۔ سب کام اس کے ارادے سے ہوتے ہیں وہ مومنوں کو پسند فرماتا ہے اور کافروں سے ناخوش ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو راہِ حق پر جمع کر دیتا (ابن کثیر)

۱۵۰۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ کفار ان جانوروں کی حرمت پر علمی دلیل تو قائم نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے تو آپ ان سے فرما دو کہ اچھا جب ہمارا یہ مطالبہ تم پورا نہ کر سکے تو کوئی ایسا گواہ ہی لاؤ جو قابلِ قبول ہو اور تمہارے حق میں یہ گواہی دے کہ ہماری آسمانی کتاب میں یہ لکھا ہے یا فلاں نبی نے یہ فرمایا تھا کہ یہ جانور حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فلاں پیغمبر کی معرفت حرام فرمایا ہے وہ یہ بھی نہ کر سکیں گے لیکن اے مسلمان! اتنا ہو ان کے سرداروں کے سامنے آ کر اگر اپنی سیدھی گواہی دے دیں کہ انہیں تو ہمارے باپ دادا حرام سمجھتے آئے ہیں ہمارا اصول ہے کہ پوشیدہ چلا آ رہا ہے ہمارا اصول ان کا قائل ہے تو اے محبوب! نہ تو تم ان کی ہاں میں ہاں ملانا نہ ان کی حمایت میں کوئی لفظ زبان سے نکالنا نہ کسی عضو کو حرکت دینا نہ دل سے ان کی نفسانی باتوں کی پیروی کرنا کہ ان کے متعلق تمہیں شبہ ہو کہ شاید یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ یہ کفار وہ ہیں جنہوں نے ہماری آیات قرآنیہ کو یا محبوب کے فرمانوں کو یا ان کے معجزات یا ان کی ذات کریمہ کو جھٹلایا یہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں لائے مرنے کے بعد اٹھنے حساب دینے سزا جزا پانے کے منکر ہیں اور شرک بات یہ ہے کہ یہ شرک میں ہیں یعنی اپنے معبودوں یا اپنے سرداروں کو رب کے برابر سمجھتے ہیں کہ قرآن کے احکام ہوتے ہوئے ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں تم نبی کے متبع ہو تم ان (کافروں) کے پاس کیوں جاؤ۔ (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: • اللہ تعالیٰ کی مشیت اور چیز ہے اور رضا اور چیز ہے * مشرکین جو کہنے والے تھے پہلے ہی قرآن پاک نے ان کے قول کو بیان فرما دیا * مشرکین نے اپنی مرضی سے جن چیزوں کو رزق اور پھر حرام قرار دے لیا تھا ان کا فرمان الٰہی سے کوئی تعلق نہیں * ان کے باپ دادا بھی ماضی میں احکام خداوندی اور پیغمبران خدا کی تکذیب کے مرتکب ہوئے جس کی نتیجہ میں انہیں عذاب الٰہی بھگتنا پڑا۔ ارشاد ہوا کہ فرما دیا آپ نے گزشتہ میں اگر کوئی دلیل ہو تو لاؤ جائے یقیناً ان کے پاس علم و دلیل کچھ نہیں صرف باپ دادا کی اندھی تقلید میں جھوٹ کہتے ہیں

• اللہ تعالیٰ کی دلیل اور حجت قوی اور پوری ہے * پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت سے مالا مال فرما دیتا یا پ

• شہادت طلبی سے مقصود گمراہوں کی باتوں کو مان لینا نہیں بلکہ اہل سعادت و ہدایت کو کفار و مشرکین کی گمراہی اور بے ہودگی پر آگاہ کرنا ہے اگر کوئی باطل امور پر ضد کر کے غلط شہادت دے تو وہ شہادت حجت نہیں

• ذَاقُوْا: انھوں نے چکھا۔ ذَوْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب • بَاْسَنَا: ہمارا عذاب۔ بَاْس مضاف، نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ جب بَاْس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو عذاب الٰہی کے معنی ہوں گے • حُجَّة: دلیل، حجت۔ حُجَجٌ جمع۔ (لغات القرآن نعمانی)

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ
وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ
يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم
بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور
ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔
اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو۔
یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو ★ اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک
وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو۔ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے
مگر اس کے مقدور بھر۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو۔ اور اللہ ہی
کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو ★ اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس
پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے

(۱۵۱ تا ۱۵۳) ★

۱۵۱۔ کہہ دیجیے کہ جو چیزیں اللہ کی حرام کردہ ہیں یعنی مجھ سے سن لو جو میں بذریعہ وحی الٰہی بیان (الانعام ۶)
کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے جس کی وہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک (پ ۸)
نہ کرنا ★ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور یہ
خوشخبری سنائی کہ آپ کی امت میں سے جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے وہ
داخل جنت ہوگا ★ اس آیت میں توحید کا حکم دے کر پھر ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم
ہوا ★ ابن مردویہ میں عبادہ بن صامت اور ابو درداء سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے وصیت کی کہ اپنے والدین کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ ان کے لیے تو ساری دنیا سے
الگ ہو جائے تو بھی مان لے ★ حضرت ابن مسعودؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ
سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ کے ساتھ شریک کرنا حالانکہ اسی نے پیدا کیا ہے"
پوچھا پھر کون سا گناہ ہے۔ فرمایا "اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ یہ میرے ساتھ کھائے گا"

(حوالہ ابن کثیر)

آیت میں ہے اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اسی لیے اس کے بعد ہی فرمایا کہ ہم انہیں روزی دیتے ہیں
اور تمہاری روزی بھی ہمارے ذمہ ہے۔ پھر فرمایا کسی قسم کی کھلی برائی کے پاس بھی نہ بھٹکو ★ اللہ نے تمام
بے حیائیاں حرام کر دی ہیں خواہ وہ کھلی ہوں خواہ وہ پوشیدہ ہوں۔ اس کے بعد کسی کے ناحق قتل کی حرمت کو
بیان فرمایا۔ پھر فرماتا ہے یہ ہیں اللہ کے احکام تاکہ تم دینِ حق کو اللہ کے احکام کو اور اس کی منع کردہ باتوں کو سمجھو
۱۵۲۔ یتیم کے مال کو کھانا اور تباہ کرنا تو درکنار اس کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جس سے اس
کے مال کی نگہداشت، درستی اور ترقی ہوتی ہو ★ ناپ تول میں کمی نہ کرو اس سے پورا پورا دینے کی اہمیت
معلوم ہوتی کیونکہ کسی چیز کی ممانعت سے اقتضاءً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس چیز کی ضد کا حکم
دیا گیا ہے ★ چونکہ صاحبِ حق کے حق سے زیادہ ادا کرنا اور اپنے حق سے کم لینا اور اس پر راضی
ہو جانا لوگوں کی طبیعتوں پر گراں گزرتا ہے اس لئے اللہ نے نہ زیادہ دینا واجب کیا نہ کم لینا ★
اور جب تم بات کہو خواہ نیابت ہو یا فیصلہ ہو یا شہادت تو انصاف رکھا کرو اگرچہ وہ شخص جو
مدعی یا مدعی علیہ ہو تمہارا قرابت دار ہو۔ "یہاں جانبداری اور جھوٹی شہادت دینے کی ممانعت ہے"
بیان کر کے گمان اور راجح خیال کی بنیاد پر بھی شہادت دینا ناجائز ہے بلکہ شہادت کے لئے پورا پورا
یقین ہونا ضروری ہے۔ لفظ شہادت (حضور اور معاینہ) اسی پر دلالت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تین بار فرمایا "جھوٹی شہادت شرک کے برابر ہے" (ابوداود و ابن ماجہ) اور اللہ سے کئے ہوئے
مضبوط عہد کی خلاف ورزی نہ کرو اور پختہ قسموں کو نہ توڑو۔ اوامر و نواہی کی حفاظت پابندی کا
کا تقاضہ ہے اگر آدمی ان چیزوں سے بھی پرہیز رکھے جن کی حرمت و حلت مشتبہ ہو۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ
نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور عمل کرو۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)
۱۵۳۔ اے لوگو! یقین کرو کہ یہ مذکورہ احکام یا قرآن یا اسلام میرا سیدھا راستہ ہے جس پر چل کر انسان
رب تک پہنچتا ہے۔ اب صرف اسی راہ کی اتباع کرو صرف اسی پر چلو۔ اسلام کے سوا اور راستوں کو
اختیار نہ کرو ورنہ دوسرے راستے تم کو سیدھے راستے سے دور لے جائیں گے تم رب تک نہ پہنچ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ
تم کو صرف اسلام اختیار کرنے کا تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم متقی بنو۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ● حرام وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے (حلال و حلال) ★ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں
یعنی شرک سے اجتناب کریں ★ والدین کے ساتھ بہترین سلوک و بھلائی کریں ★ قتل اولاد کا ارتکاب
نہ کریں اللہ تعالیٰ ہر ایک کا پالنہار رب ہے تمام ماں باپ کو بھی رزق عطا فرماتا ہے اور اولاد کو بھی رزق سے نوازتا ہے
★ کھلے اور چھپے ہر قسم کے برے کام بے حیائی اور گناہ سے دور رہیں۔ ہر بے حیائی حرام ہے
● یتیموں کے مال کو اپنے تصرف میں نہ لاؤ نگران کی خیر خواہی، فائدے اور اس مال میں ترقی کرنے کا احسن طریقہ

کوشش کی جانی چاہیے * ناپ تول میں کمی نہ کی جانی چاہیے جتنا مول لیا اتنا مال دینے کا التزام ہو * لوگوں کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہو اگرچہ کہ معاملہ عزیز و اقارب کا کیوں نہ ہو ہمیشہ عدل سے کام لیا جانا چاہیے * جھوٹی شہادت سخت گناہ اور ناجائز ہے اسے شرک کے مساوی فرمایا گیا ہے * اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو ہر حال میں پورا کیا جانا لازمی ہے یہ تمام تاکیدی
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احکام یاد رکھنے کے لئے ہیں۔

● اللہ تعالیٰ کے احکام، کلام پاک قرآن مجید اور دین حق اسلام ہی درحقیقت صراط مستقیم ہے اسے سیدھا راستہ ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اسی راہ حق پر چل کر دارین کی سعادت اور نجات کی منزل پائی جا سکتی ہے اس سیدھے راستہ کو چھوڑ کر کوئی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا بھٹک جاتا ہے اور محروم رہتا ہے۔ صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا تاکیدی حکم عین منشائے ربانی ہے تاکہ صحیح معنوں میں بہتر کامیابی حاصل ہو سکے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ
عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا
لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ
عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

پھر عطا فرمائی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تاکہ پوری کر دیں نعمت اُن پر جو نیک عمل کرتے ہیں اور تاکہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور (یہ کتاب) باعث ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں * اور یہ (قرآن) کتاب ہے ہم نے اتارا ہے اسے، بابرکت ہے سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو (اللہ سے) تاکہ تم پر رحم کیا جائے * (ہم نے اسے اتارا ہے) تاکہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور ہم تو اس کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے * یا یہ نہ کہو کہ اگر اتاری گئی ہوتی ہم پر کتاب تو ہوتے ہم زیادہ ہدایت پانے والے ان سے۔ بے شک آگئی ہے تمہارے پاس روشن دلیل اپنے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت۔ تو کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور منہ پھیرا ان سے عنقریب ہم سزا دیں گے انھیں جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیتوں سے برے عذاب سے اس وجہ سے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے (۶/۱۵۴ تا ۱۵۷ * ت: ض)

الانعام ۶

۱۵۴۔ ہم ہمیشہ انبیاءؑ کی معرفت لوگوں کو اچھی بری باتوں سے خبر دیتے رہے ہیں چنانچہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک کتاب دی تھی یعنی توراۃ۔ جو نیکوں کے لئے ناتمام نہ تھی بلکہ اور اس میں دینی باتیں مذہبی اور اخلاق کی تعلیم میں ہدایت اور رحمت تھی تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کا اس کتاب سے یقین ہو جائے اس میں بعض اس قسم کے احکام تھے حضرت احکام چند کہ حق ہی سے سمت کی تعلیم نکال دی جائے تو یہی نہ حکم رہ جاتے ہیں تو عنوان کا فرق ہے ثُمَّ تراخی بیان کے لئے ہے یہ مراد نہیں کہ مذکور بالا چیزیں حرام کر کے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دی تھی بلکہ یہ مراد کہ ان کے بیان کے بعد یہ کہتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایسی کتاب دی تھی (تفسیر حقانی)

۱۵۵۔ پھر قرآن کریم کی اتباع کی رغبت دلاتا ہے اس پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور اس پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتا ہے اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے کا حکم دیتا ہے برکت سے اس کا وصف بیان فرماتا ہے

کر جو بھی اس پر کاربند ہو جائے وہ دونوں جہاں کی بخشش حاصل کرے گا اس لئے کہ یہ اللہ کی طرف مضبوط رسی ہے (تفسیر ابن کثیر)

۱۵۶۔ یہاں خطاب مشرکین عرب سے ہے انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری ہدایت کے لئے یہ بے نظیر کتاب نازل کی گئی ہے تاکہ قیامت کے روز تم اپنی گمراہی اور ضلالت کے لئے یہ عذر پیش کرو کہ ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی گئی تھی جسے پڑھ کر ہم شرک وکفر سے تائب ہوتے اور توحید کو قبول کرتے اور یہود و نصاریٰ پر بے شک کتابیں نازل ہوئیں لیکن ہم ان کو پڑھنے سے قاصر تھے اس لئے اگر ہم ایمان نہیں لائے تو ہم معذور رہے طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (ضیاء القرآن)

۱۵۷۔ یہ بات مناسب نہ تھی کہ تم یہ کہنے لگتے کہ جس طرح ہم سے پہلے لوگوں کو کتاب دی گئی اسی طرح اگر ہم پر بھی اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جاتے۔ بغویؒ نے لکھا ہے کہ کافروں کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بہتر ہوتے * بَیِّنَةٌ یعنی واضح دلیل اسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو * هُدًى یعنی غور کرنے والے کے لئے واضح ہدایت۔ رَحْمَةٌ جو اس پر عمل کرے اس کے لئے نعمت * اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو تمہاری تمنا کے مطابق روشن دلیل اور قاطع برہان آگئی * جب اللہ کی آیات نازل ہونے کی تمنا تھی اور آیات کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا بالکل واضح بھی ہو گیا اب اگر کوئی ان کو نہیں مانتا اور تکذیب کرتا ہے یا دوسروں کو روکتا ہے تو اس سے بڑا ناحق کوش کوئی نہیں (تفسیر مظہری)

معلومات مزید : • اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر صحیفہ توراۃ نازل فرمایا جس میں کامل طور پر رہبری اور رحمت تھی تاکہ اس فرمان الٰہی کے ذریعہ لوگوں کو آخرت اور جواب دہی کا یقین ہو جائے

• قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے جو رسول رحمت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ یہ بڑی بابرکت کتاب ہے اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ذریعہ پرہیزگاری اختیار کرنا بڑی خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے کہ اس کی پیروی کے باعث تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

• قرآن پاک کے نزول نے کفار و مشرکین کے اس عذر کو ختم کر دیا کہ سابقہ امم کی ہدایت کے لئے کتابیں نازل ہوئیں لیکن ہمارے لئے نہیں اگر نازل ہوتی تو ہم ہدایت پاتے۔ جب اللہ تعالیٰ کی روشن ہدایت قرآن مجید کی صورت میں نازل ہو چکی تو ان کا عذر بے معنی ہو گیا۔

• قرآن مجید کا عربی زبان میں نازل ہونا بجائے خود دلیل رحمت ہے کہ عذر کرنے والوں کے لئے یعنی کفار و مشرکین عرب کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے کہ ہمیں یہ زبان نہیں آتی یہ کلام حق تمام تر اعجازی خصوصیات کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ قرآن مجید واضح دلیل، ہدایت کامل اور نعمت تامہ ہے اس کی اتباع سعادت اور اس سے دوری سبب بڑی محرومی اور موجب غضب الٰہی ہے اس کلام پاک سے رکنا اور دوسروں کو روکنا بدبختی، حق سے روگردانی کرنا اور عذاب کو خود دعوت دینا ہے۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِىَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِىَ بَعْضُ ءَايَٰتِ
رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِى بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ
مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ ٱنتَظِرُوٓا۟ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ۝ إِنَّ ٱلَّذِينَ
فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ
ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ۝ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ
وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّنِى
هَدَىٰنِى رَبِّىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا
كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ۝

یہ لوگ (گویا) صرف اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا پروردگار خود
آئے یا آپ کے پروردگار کی کوئی بڑی نشانی آجائے (حالانکہ) جس روز آپ کے پروردگار کی کوئی بڑی
نشانی آپہنچے گی کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہو، یا اپنے ایمان
کے ذریعہ سے اس نے کوئی نیکی نہ کر لی ہو۔ آپ کہہ دیجیے تم انتظار کیے جاؤ ہم (بھی) منتظر ہیں *
بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ پر ان کی کچھ بھی
(ذمہ داری) نہیں، ان کا معاملہ بس اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی انہیں جتلا دے گا جو کچھ
وہ کرتے رہے ہیں * جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو اس کے مثل دس (نیکیاں) ملیں گی اور
جو کوئی بدی لے کر آئے گا اس کو بس اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا *
الانعام ۹ آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے۔ ایک دین مستحکم
طریقہ ابراہیم (علیہ السلام) راست رو کا۔ اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ (۶/۱۵۸ تا ۱۶۱ *ت:م)

۱۵۸ ۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو اور پیغمبروں کے مخالفوں کو اور اپنی آیات کے جھٹلانے والوں کو اور اپنی راہ
سے روکنے والوں کو ڈرا رہا ہے کہ کیا انہیں قیامت کا انتظار ہے؟ جب کہ فرشتے بھی آئیں گے اور خود
خدائے قہار بھی یا انہیں قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں کے ظاہر ہونے کا انتظار ہے؟ وہ بھی وقت ہوگا
جب ایمان بھی بے سود اور توبہ بھی بے کار۔ بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے جب یہ نشانی
ظاہر ہو جائے گی تو زمین پر جتنے لوگ ہوں گے سب ایمان لائیں گے لیکن اس وقت کا ایمان
محض بے سود ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھی اور حدیث میں ہے جب قیامت کی تین نشانیاں
ظاہر ہو جائیں بے ایمانوں کو ان کا ایمان یا خیر سے رکے ہوئے لوگوں کو ان کی اس کے بعد کی نیکی یا توبہ

کچھ سود مند نہ ہوگا۔ سورج کا مغرب سے نکلنا، دجال کا آنا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا ایک اور روایت
میں اس کے ساتھ ہی ایک دھوئیں کے آنے کا بھی ذکر ہے اور حدیث میں ہے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے
پیشتر جو توبہ کرے اس کی توبہ مقبول ہے۔ ایک مرتبہ ہم قیامت کی نشانیوں کا ذکر کر رہے تھے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور فرمانے لگے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں
نہ دیکھ لو ۱۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۲۔ دھواں ۳۔ دابۃ الارض ۴۔ یاجوج ماجوج کا آنا
۵۔ عیسیٰؑ بن مریم کا آنا ۶۔ دجال کا نکلنا ۷۔ مشرق ۸۔ مغرب ۹۔ جزیرہ عرب تین جگہ
زمین کا دھنس جانا اور ۱۰۔ عدن سے ایک زبردست آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانک لے جائے گی
رات دن ان کے پیچھے ہی پیچھے رہے گی (مسلم وغیرہ) (مطلب یہ کہ اس آگ سے لوگ ڈر کر آگے بھاگیں گے
اور وہ آگ ان کے تعاقب میں رہے گی یا تو یہ عذاب الٰہی بصورت آگ ہونے کی وجہ سے تعاقب
کرتے جانا یا پھر مطلب یہ ہے کہ آگ پھیلتی جائے گی یہاں تک کہ ہر طرف پھیل جائے گی اور کوئی
صورت نجات کی کسی کے لئے نہ رہے گی) * حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین فرماتی ہیں قیامت کی پہلی نشانی
کے ساتھ ہی اعمال کا خاتمہ ہے اس دن کسی کافر کا مسلمان ہونا بے سود ہو جائے گا ہاں مومن جو اس سے
پہلے نیک اعمال والا ہوگا وہ بہتری ہی میں رہے گا اور جو نیک عمل نہ ہوگا اس کی توبہ بھی اس
وقت مقبول نہ ہوگی۔ برے لوگوں کے نیک اعمال بھی اس نشان عظیم کو دیکھ لینے کے بعد کچھ کام
نہ آئیں گے پھر کافروں کو وعید دی جاتی ہے کہ اچھا تم انتظار میں رہو تا آنکہ توبہ کے اور
ایمان کے قبول نہ ہونے کا وقت آجائے اور قیامت کے زبردست آثار ظاہر ہو جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)
۱۵۹۔ انہوں نے اصلی دین حق کے ساتھ اپنی من پسند چیزوں کو شامل کر لیا خواہ شیطانی اغواء
سے یا اپنی نفسانی خواہشات کے دباؤ سے بہرحال دین میں خلط ملط کر کے اپنے اپنے گروہ بنالئے *
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی قدم بقدم
وہی واقعات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے
اور میری امت کے بعض کر تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں سوائے ایک کے سب دوزخی ہوں گے
صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کون سا فرقہ ہوگا فرمایا (وہ فرقہ وہ ہوگا جو) اسی طریقہ
پر ہوگا جس پر میں اور میرے ساتھی ہیں (ترمذی، احمد) صاحب مصابیح نے حضرت ابن عمرؓ کی
روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عظمت والے گروہ کی پیروی کرو
جو اس سے بچھڑا بچھڑ کر دوزخ میں گیا (ابن ماجہ بروایت حضرت انسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ جمہور پر اللہ کا ہاتھ ہے جو (جمہور) سے بچھڑا بچھڑ کر دوزخ میں گرا

(ترمذی بروایت حضرت ابن عمرؓ) ☆ (اور ہو گئے وہ گروہ) ہر گروہ اپنے خود ساختہ قائد کا پیرو و متبع بن گیا ☆ اے محبوبؐ آپ کا ان سے اور ان کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ☆ حق سے وہ جتنے دور ہیں گے اللہ اتنا ہی ان کو سزا دے گا ☆ پہلے ان کو دین میں پھوٹ ڈالنے اور بد اعتقاد ہونے کی سزا دی جائے گی پھر بد اعمالی اور گناہوں کی۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

١٦٠۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان کا بیان ہے جو اہل ایمان کے ساتھ وہ کرے گا کہ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر عطا فرمائے گا یہ کم از کم اجر ہے ورنہ قرآن اور احادیث دونوں سے ثابت ہے کہ بعض نیکیوں کا اجر کئی کئی سو گنا بلکہ ہزاروں گنا تک ملے گا ☆ جن گناہوں کی سزا مقرر نہیں ہے اور اس کے ارتکاب کے بعد اس نے اس سے توبہ بھی نہیں کی یا اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب نہ ہوئیں یا اللہ نے اپنے فضل خاص سے اسے معاف نہیں فرمادیا (کیونکہ ان تمام صورتوں میں مجازات کا قانون بروئے عمل نہیں آئے گا) تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی برائی کی سزا دے گا اور اسکے برابر ہی دے گا۔ (ض ی)

١٦١۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی زبانی حضورؐ کی تین ایسی صفتیں بیان فرمائیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اپنی مخلوق میں کسی کو نہ بخشیں جن صفات کی بناء پر حضورؐ اکرم کا بے راہ چلنا کفار کی بات ماننا بالکل ناممکن ہوگیا ایک یہ کہ حضورؐ براہ راست رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں جیسے سورج رب کی طرف سے نور یافتہ ہے حضورؐ عالم ارواح سے ہدایت لے کر دنیا والوں کو دینے کے لئے آئے دوسرے یہ کہ آپ اور آپ کی ساری عبادات آپ کی زندگی اللہ کے لئے ہے اپنے لئے نہیں تیسرے یہ کہ حضورؐ انور رب کی طرف سے مامور ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کفار کو پورا مایوس کر دینا جو یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ کبھی نہ کبھی حضورؐ انور ہمارا دین قبول کرلیں گے چنانچہ ارشاد ہے کہ اے محبوبؐ ان بے وقوف کفار بلکہ ساری مخلوق میں اعلان فرمادو کہ ساری مخلوق میں صرف میں وہ محبوب بندہ ہوں جسے ازل ہی میں بلا واسطہ رب نے اس راستہ کی ہدایت فرمائی جو سیدھا رب تک پہنچاتا ہے وہ سیدھا راستہ وہ ہے جو دنیا میں دین ابراہیمی کی شکل میں بندوں کے سامنے آیا جناب ابراہیمؑ وہ ہیں جنہیں رب نے حنیف کیا حنیف کہلایا یعنی تمام برائیوں سے ایسے دور کہ کبھی کسی برائی کے قریب نہ آ سکیں۔ تم (کفار) اپنے کو ابراہیمی کہتے ہو تم غلط کہتے ہو تم وقت کھلے یا چھپے مشرک ہو مشرکین عرب کھلے مشرک یہود و نصاریٰ چھپے مشرک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کمال ہے کہ مشرک تو کیا ہوتے وہ مشرکین میں سے کبھی نہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ
أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ
وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ
رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ
خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا
آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

کہہ دیجئے میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے جو تمام جہان کا رب ہے * جس کا کوئی (بھی) شریک نہیں اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے اول حکم بردار ہوں * (اے محبوبؐ! ان سے) کہہ دیجیے کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور رب کو ڈھونڈوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ اور جو کوئی برائی کماتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے۔ اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاوے گا۔ پھر تم کو اپنے رب ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم کو وہ بات بتاوے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے * اور وہی تو ہے کہ جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے ایک کو دوسرے پر بلند مرتبہ کیا تاکہ جو تم کو دیا ہے اس میں تمہارا امتحان کرے آپ کا رب تو جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ غفور ورحیم (بھی) ہے۔ (۶/۱۶۲ تا ۱۶۵ * ت: ح) ← الانعام پ ۸

۱۶۲۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری عبادت گزاریوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیاز مندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالیٰ ہے میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے ہے میں اس کے ہر حکم کے سامنے سر افگندہ ہوں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں
"آیت میں لفظ نسک سے مراد ہر قسم کے نیک اعمال ہیں" (قرطبی) قربانی بھی اس میں داخل ہے (ضیاء القرآن)

۱۶۳۔ اولیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے (حاشیہ کنز الایمان)

۱۶۴۔ بغوی نے لکھا ہے کہ کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے تھے کہ آپ ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آئیے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آپ کہہ دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے"

مطلب یہ ہے کہ کیا اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کروں اور دوسرے کو رب بنانے کی خواہش کروں میں رب نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ اور میری طرح کائنات کی ہر شے اسی کی مربوب ہے۔ معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ سابق آیت میں حکم دیا تھا کہ آپ کہہ دیں میرا دین ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اس سے وہم ہو سکتا تھا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ ابراہیم کو بطور تقلید اختیار کیا ہے اور جس طرح کفار آباء و اجداد کے دین کی تقلید کرتے تھے اسی طرح آپ بھی دینِ اسلاف کے پابند تھے اس وہم کو أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ کہہ کر زائل فرما دیا۔ بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت لکھا ہے کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا میرے راستہ پر چلو تمہارا بار (گناہ) اپنے اوپر اٹھانے کا میں ذمہ دار ہوں اس کی تردید میں اللہ نے فرمان صادر فرمایا " اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے" یعنی جو شخص کوئی جرم کرے گا اس کا گناہ اپنے اوپر اٹھائے گا اگر کوئی اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کا طلب گار ہو گا تو اس کا وبال خود اس پر پڑے گا کسی دوسرے کا ذمہ دار رہنا کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گا* گناہ گار نفس کے گناہوں کا بوجھ کوئی اپنے اوپر نہیں اٹھائے گا* قیامت کے دن تم سب کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے تمہارے اندر جو دینی اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے کون باطل پر اس کا فیصلہ اس روز اللہ کر دے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل اور اعتقاد کے بموجب سزا جزا دے گا۔ (تفسیر مظہری)

١٦٥۔ اللہ تعالیٰ وشان والا قدرت والا کرم والا ہے جس نے اے انسانو! تم کو روئے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا کہ تم سے پہلے یہاں جنات آباد تھے یعنی پہاڑوں دریاؤں اور جیسے مقامات پر بھیج دیا تمہیں ظاہر زمین پر آباد کر دیا یا اے موجودہ انسانو! تم کو گزشتہ قوموں کا خلیفہ و نائب کیا کہ انھیں موت دی تم کو ان کی عمارات باغات میں بسایا۔ یا اے مسلمانو! تم کو ساری پچھلی امتوں کا خلیفہ ان کے بعد پیدا کیا کہ تم آخری امت ہو تمہارے نبی آخری رسول ہیں* اس کی قدرت ہے کہ اس نے تم کو یکساں نہ بنایا بلکہ بعض کو دوسروں پر درجوں اونچا کیا شرف بخشا

"فرق درجات" کا مقصد ہے تم سب کی آزمائش کہ اعلیٰ الحق ان لوگوں کو دیکھ کر شکر کریں اور ادنیٰ اعلیٰ کو دیکھ کر صبر کریں۔ وہ شکر کریں کہ یہ ہمارا ہی کرم تک پہنچے۔ ہماری اطاعت کرو۔ ہمارا عذاب بھی جلد آ جاتا ہے اس کے باوجود ہم غفور بھی ہیں رحیم بھی۔ تم کوشش کرو کہ ہماری مغفرت و رحمت سے حصہ پاؤ اور ہمارے عذاب سے بچ جاؤ۔

(بحوالہ از تفاسیر)

معلوماتِ مزید

• اے محبوب آپ فرما دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا میرا مرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے عالموں کا پالنہار ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے مسلم ہونے کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اپنی امت میں سب سے پہلے آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور آپ کے بعد آپ کی امت آپ کی دعوت سے اس شرف سے مشرف ہوئی اور یا اوّلیت سے مراد اوّلیتِ حقیقیہ ہے کہ سب مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عرفان اتم آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا۔ کیونکہ یہ معلوم ہے کہ ہر چیز سے پہلے حضور کے نور کی تخلیق ہوئی اور سب سے پہلے حضور نے ہی اپنے رب کی توحید کی شہادت دی۔ "قتادہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد (قرطبی) انہ اول الخلق اجمع (قرطبی) یعنی حضور کی پیدائش سب چیزوں سے پہلے ہوئی اور مولانا عثمانی نے بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں "عموماً مفسرین وانا اول المسلمین کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلمین ہیں لیکن حسب جامع ترمذی کی حدیث کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد (میں اس وقت نبی تھا جب آدم ابھی روح و جسد کی درمیانی منزل طے کر رہے تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے" (حاشیہ)

• اللہ تعالیٰ معبودِ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی ہر چیز کا مالک ہے جو شخص جو کچھ عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے۔ یعنی جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے بطور گناہ یا ثواب۔ اور سب کی آخری واپسی اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہوگی جو تمہارا رب ہے۔ اللہ تمہیں بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے

• اللہ تعالیٰ نے تم کو خلیفہ بنایا زمین میں اور تم میں بعض کو بعض پر فضیلت سے مالامال کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ شکرانِ نعمت کون کرتے ہیں اور کفر و ناشکری کے کون شکار ہوتے ہیں کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان۔ اللہ تعالیٰ جلد عذاب دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ غفور اور رحیم بھی ہے۔